موجودہ حالات میں

مسلمان کیا کریں؟

از

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارعرفات رائے بریلی

قیمت ۶/-

عرض ناشر

۳۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء کی خون آلود صبح جو ہلاکت و بربادی کا طوفان لے کر نمودار ہوئی تھی وہ گذر گئی اس کے بعد نہ جانے کتنے فسادات ہوئے، بابری مسجد شہید کی گئی، جگہ جگہ مسلمانوں کے ساتھ آگ و خون کی ہولی کھیلی گئی، یہ قصہ کوئی نیا نہ تھا، ملک کی تقسیم کے بعد سے ملک کے طول و عرض میں گاہے بگاہے یہ کھیل کھیلا جاتا رہا، لیکن گجرات کے حالیہ فسادات نے جس طرح مسلمانوں کے لئے ایک سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے شاید ہی اس سے پہلے یہ صورت حال پیش آئی ہو جس طرح منظم طور پر سب کچھ کیا گیا، اور حکومت نہ صرف یہ کہ خاموش تماشائی بنی رہی، بلکہ آگے بڑھکر اس نے

بلوائیوں کا پورا ساتھ دیا، اس سے ملک کی سیکولر بنیادیں ہل کر رہ گئیں، اور یہ محسوس ہونے لگا کہ شاید اس ملک میں صرف تشدد پسندی، فرقہ واریت اور ہندوتو کا قانون نافذ ہے۔ جس کو پورے ملک میں جاری کرنے کے لئے جارحیت پسند ہندو جماعتیں پوری آزادی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے بڑی تشویشناک ہے، اور ایک لمحۂ فکریہ ہے مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوگا ان لوگوں کو کس طرح اس ملک میں رہنا ہے، اور کیسے اپنی افادیت اور کس درجہ میں اپنی طاقت وقوت ارادی اور اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہے۔

زیر نظر مضمون میں ان ہی پیچیدہ سوالات کے جوابات مضمر ہیں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہٗ نے یہ مضمون اس وقت قلمبند فرمایا تھا جب مسلمان ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء کے فسادات سے متاثر تھے اور اس طرح کے سوالات دلوں میں پیدا ہونے لگے تھے تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موثر اور بلیغ اسلوب میں پوری اسلامی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے حال دل پیش کیا تھا۔

آج کے حالات میں اس کی افادیت اور اثر پذیری دوچند ہوجاتی ہے، اس لئے ''سید احمد شہید اکیڈمی'' کے ذمہ داروں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ یہ حکیمانہ نسخہ جو چھ نکات پر مشتمل ہے، امت مسلمہ ہندیہ کے سامنے پیش کیا جائے کہ اس میں موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے بڑا سبق ہے اور دردر کھنے والوں کے لئے بڑا پیغام ہے اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کو عام فرمائے. آمین

بلال عبدالحی حسنی

چہارشنبہ، ۲۶؍محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اس وقت پورا عالمِ اسلام خاص طور پر ہمارا ملک ہندوستان (جو صدیوں تک اسلامی اقتدار، عزت وشرف اور اسلامی علوم وفنون کا مرکز رہا ہے، اور جہاں ایسی زبردست اصلاحی تحریکیں، مصلحین اور علمائے ربانیین پیدا ہوئے جن کی دعوت واثرات عالمِ اسلام کے دور دراز ملکوں تک پہنچے) ایک ایسے آزمائشی دور سے گذر رہا ہے جس کی نظیر گذشتہ تاریخ میں صدیوں تک نہیں ملتی.

اس دورِ آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملّی تشخص، دین کی دعوت وتبلیغ کے مواقع وامکانات اور ملک ومعاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق ومالک کی صحیح معرفت اور عبادت اور دین صحیح کی طرف

رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے کم سے کم اس ملک ہندوستان میں ان کی زندگی کا تسلسل، جسمانی وجود، عزت وآبرو، مساجد ومدارس، اورصدیوں کا دینی وعلمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے.

وہ نہ صرف دور دراز قصبات اور دیہاتوں میں بلکہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں بھی جہاں وہ بڑی تعداد میں بستے ہیں، اور ممتاز صلاحیتوں، ذہنی امتیازات اور مہارتوں کے مالک ہیں، کچھ عرصہ سے خوف وہراس کی زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں کہیں اس کا نقشہ بعینہ وہ ہوگیا ہے جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے بلیغ ومعجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے:

ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ (سورہ توبہ آیت ۱۱۸)

''زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں.''

اس صورت حال کی اگر کوئی مثال پچھلی تاریخ میں مل سکتی ہے تو وہ

ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں تاتاریوں کا ترکستان، ایران وعراق پر حملہ ہے جس نے شہر کے شہر بے چراغ اور تودۂ خاک بنادیئے تھے اور عالم اسلام کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں لیکن وہ ایک نیم وحشی قوم کی فوجی یلغار تھی جس کے ساتھ کوئی دعوت، تہذیب، فلسفہ، مذہبی نفرت وتعصب اور جسمانی ومعنوی نسل کشی (CULTURAL GENDCIDE) کا منصوبہ یا ارادہ نہ تھا، اور نہ ہی وہ کسی متوازی تہذیب وفلسفہ کے حامی تھے، اس وقت خوش نصیبی سے وہ اہل دل، صاحبِ روحانیت، دین کے مخلص اور صاحبِ تاثیر مبلغ وداعی موجود تھے جن کے اثر وصحبت سے پوری تاتاری قوم (جو لاکھوں کی تعداد میں تھی) اسلام کے حلقہ بگوش ہی نہیں دینِ حق کی محافظ وعلمبردار بن گئی.

اور اس نے متعدد وسیع وزبردست اسلامی سلطنتیں قائم کیں مشہور مورخ پروفیسر (T.W. ARNOLD) اپنی کتاب دعوتِ اسلام (PREACHING OF ISLAM) میں لکھتا ہے:

''لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان وشوکت کے خاکستر

سے پھر اٹھا اور واعظینِ اسلام نے انہیں وحشی مبلغوں
کو جنہوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم اٹھا نہ رکھا تھا،
مسلمان کرلیا"[1]

آج کی صورت حال خاص طور پر جن ملکوں میں مسلمان عددی اقلیت میں ہیں اور ماضی میں وہ حکومت واقتدار کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے مختلف اور زیادہ نازک ہے، یہاں ان کی تاریخ (ایک علمی اور سیاسی سازش کے تحت) اس طرح مرتب اور پیش کی گئی ہے کہ وہ اکثریت میں بغض ونفرت اور انتقامی جذبہ پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔

پھر بعض اوقات ان ملکوں کی سیاسی قیادتوں یا وقتی پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی ونمائندگی کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں نے غیر معتدل جذباتیت، ناعاقبت اندیشی اور نام ونمود حاصل

1. T.W. ARNOLD, THE PREACHING OF ISLAM (LONDON, 1935. P. 227)

کرنے کے شوق میں ہنگامہ خیزی سے کام لینے کی غلطی کی، وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت وتعصب، تہذیبی وثقافتی محاذ آرائی (CONFRON TRATION) کا شکار ہوئے، پھر نصاب تعلیم، صحافت (PRESS) اور ابلاغِ عامہ (PUBLIC MEDIA) کے ذریعہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اولاً تہذیبی وثقافتی ارتداد کا شکار بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

یہ حالات یقیناً صرف ایمانی ومذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے عام مسلمان کے لئے بھی جو گردوپیش کے حالات کو دیکھتا، اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے سخت تشویش انگیز ہیں، وہ کبھی مایوسی اور بعض اوقات حالات کے سامنے سپر انداز ہوجانے پر بھی آمادہ کرتے ہیں۔

لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کارخانۂ عالم کی ڈور ہے اپنے دین کا محافظ، حق کا حامی، مظلوموں کی مدد کرنے والا، پامال اور خستہ حال کو اٹھانے والا، اور

سرکش و متکبر کو نیچا دکھانے والا اور جس کی شان ہے کہ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے) کوئی انقلاب اور تغیر حال ناممکن نہیں، اس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے کہ:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.[1]

"کہو اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے

[1] سورۃ آل عمران آیت ۲۶، ۲۷۔

چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو بیشک ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے"

ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح و مغلوب قوم کے غالب آنے اور ایک فاتح اور غالب ملک کے بارے میں مغلوب ہونے کی نہ کوئی امید تھی نہ پیشن گوئی کی جرأت کرسکتا تھا، قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا:

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ.

"پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے خدا کی مدد سے وہ جسے چاہتا

[1] (سورۂ روم آیت ۴) ساتویں صدی مسیحی کے آغاز میں ساسانی مملکت" (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے"۔ ۱

لیکن اس تبدیلیٔ حال اور اس خطرہ سے بچنے کے لئے جواب مشاہدہ و تجربہ کی شکل میں آگیا ہے کچھ خدائی قانون، اس کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبرِ انسانیت کی تعلیمات اور خود اس کا اسوہ اور سنت اور اس کے تربیت یافتہ اصحابِ کاملین کا نمونہ و عمل ہے۔

پیشِ نظر مقالہ میں قرآن وحدیث، سیرتِ نبویؐ اور اسوۂ صحابہؓ کی

(بقیہ پچھلے صفحہ کا)

ایران کے بازنطینی سلطنت روم و مصر اور مشرقی یورپ پر مکمل غلبہ پانے کے بعد اس کی پسپائی اور شکست اور رومیوں کے غلبے کی طرف اشارہ ہے ۵ بعثتِ نبوی اور ۶۱۶ء میں رومۃ الکبریٰ کی عین اس حالتِ نزع میں قرآن نے پیشن گوئی کی کہ رومی نو سال کے اندر غالب ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا یورپین مورخ ایڈورڈ گیبن (EDWARD GIBBION) لکھتا ہے:

"محمدؐ نے ایرانی فتوحات کے عین شباب میں پیشن گوئی کی کہ چند سال کے اندر اندر رومی جھنڈے دوبارہ فتح کے ساتھ بلند ہوں گے، جب یہ پیشن گوئی کی گئی تھی اس سے زیادہ بعید از قیاس کوئی بات نہیں کہی جا سکتی تھی کیونکہ ہرقل کے ابتدائی بارہ سال سلطنتِ روما کی قریبی تباہی اور خاتمہ کا اعلان کر رہے تھے"

(DECLINE AND FALL OFTHE ROMAN EMPIRE)

تاریخ زوال روما ج ۳ ص ۳۰۳، مطبوعہ ۱۸۹۰ء

روشنی میں چند شرائط و ہدایات کو پیش کیا گیا ہے۔

(۱) اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام رجوع الی اللہ، انابت، توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال (گریہ و زاری) ہے، قرآن مجید کی صریح آیت ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ ۱

"اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ۲

"بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ

---

۱ سورۂ بقرہ: آیت ۱۵۳۔ ۲ سورۂ نمل: آیت ۶۲

اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف
دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں
(اگلوں کا) جانشین بنایا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ. (سورہ تحریم، آیت ۸)

"اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو عجب
کیا کہ تمہارا پروردگار (اس سے) تمہارے گناہ تم
سے دور کردے"

خود رسول اللہ ﷺ کا معمولِ مبارک تھا کہ ذرا بھی کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور دعا میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَزِبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰى. (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی پریشانی پیش آتی تو
آپ نماز شروع کردیتے"

حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت ہے:

كان النبي ﷺ اذا كان ليلة ريح شديدة كان مفزعة الى المسجد حتى تسكن الريح واذا حدث في السماء حدث من خسوف شمس أو قمر كان مفزعة الى الصلاة حتى ينجلي. (الطبراني في الكبير)

"رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب تیز
ہوا والی رات ہوتی تو آپ ﷺ کی پناہ گاہ مسجد
ہوتی، آپ ﷺ وہاں اس وقت تک تشریف
رکھتے کہ ہوا ٹھہر جاتی، اگر آسمان میں سورج یا چاند
گہن پڑتا تو نماز ہی کی طرف آپ ﷺ کا رجوع
ہوتا اور آپ ﷺ اس وقت تک اس میں مشغول
رہتے کہ گہن ختم ہو جاتا۔"

اس بنا پر اس وقت دعا و مناجات، تلاوتِ قرآن پاک، خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہیئے جن میں امن و امان اور فتح و نصرت کا مضمون آیا ہے مثلاً اَلَمْ تَرَ کَیْفَ .... لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ .... اور آیت کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بیشک میں قصوروار ہوں)

(۲) دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے گناہوں سے اجتناب اور احتراز برتا جائے، حقوق کی ادائیگی ہو اس سلسلہ میں خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (م ۱۰۱ھ) کے اس ایک فرمان کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا.

وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ منصور ابن غالب کے نام جبکہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ

میں آئیں جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے امیر امومنین نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں، کیونکہ اللہ کا تقویٰ بہترین سامان، موثر ترین تدبیر اور حقیقی طاقت ہے، امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں، کیونکہ گناہ دشمن کی تدبیر سے بھی زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے، ہم اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجاتے ہیں، اگر ہم اور وہ دونوں معصیت میں برابر ہو جائیں تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے، اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں، جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں.''

(سیرت عمر بن عبدالعزیز ابن عبدالحکم ترجمہ
ماخوذ از دعوت و عزیمت حصہ اوّل ص ۴۵، ۴۶)

(۳) غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کریں، اور ایسے کسی موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں، ہمارے پاس

سب سے بڑی طاقت وہ فطری، معقول، پرکشش اور دل ودماغ کو تسخیر کرنے والا دین قرآن مجید کا اعجازی صحیفہ اور نبی آخر الزماں ﷺ کی دلکش اور دل آویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر کرنے والی تعلیمات ہیں جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائے تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں، اور ان ہی دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن وذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا، اور ملک کے ملک (جو اپنی صدہا سال کی تہذیبیں، فلسفے اور حکومتیں رکھتے تھے ان کے حلقہ بگوش اور انکے داعی ومبلغ بن گئے).

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی اس ذمہ داری کے احساس وشعور میں بڑی کوتاہی کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات، نشانیوں اور اذان ونماز (جو شہروں، دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے.

وہ ان کے مفہوم ومطلب سے اتنے ناواقف ہیں جن کا قیاس میں آنا مشکل ہے، ان کے سلسلے میں میں ایسے تجربے کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں، [1] اس مقصد کے لئے اردو وانگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے کام لیا جاسکتا ہے. [2]

(۴) اس سب کے ساتھ اس ملک میں جس میں صدہا سال سے مسلمان رہتے چلے آئے ہیں اور بظاہر ان کو اسی ملک میں رہنا ہے بقائے باہم (COXISTENCE) انسانی اور شہری بنیادوں پر اتحاد وتعاون اور انسانی جان اور عزت وآبرو کے تحفظ اور انسان کے احترام اور اس سے محبت

---

[1] راقم نے اپنی کتاب ''ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں'' اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس پر اظہار تعجب وشکوہ.

[2] مثال کے طور پر ''اسلام کیا ہے'' (ازمولانا منظور نعمانی) ''ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں'' (ازراقم) ''رحمت عالم'' اور ''رسول وحدت'' (ازمولانا سید سلیمان ندوی) ''محسن عالم ﷺ'' (ازراقم) ان سب کے ہندی، انگریزی ترجمے ہوچکے ہیں. ''رحمۃ للعالمین'' (ازقاضی محمد سلیمان منصور پوری) ''INTRODUCTION TO ISLAM'' (از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدرآبادی مقیم پیرس) ان کے علاوہ دوسری مفید کتابیں اور رسائل. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کی تبلیغ اور تلقین ضروری ہے جو اس ملک کی فضا کو مستقل طور پر معتدل اور پرسکون بلکہ پر راحت اور باعزت رکھنے کی ضامن ہے اور جس کے بغیر اس ملک کی (جس کے لئے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مرکز اور دیس ہونا مقدر ہوچکا ہے) ترقی اور نیک نامی الگ رہی امن وامان اور سکون واطمینان کے ساتھ باقی رہنا بھی مشکل ہے.

یہ تحریک ''پیام انسانیت'' کے نام سے کئی سال پہلے شروع کی گئی اور ہندوستان کے تقریباً تمام مرکزی شہروں میں اس کے بڑے بڑے جلسے ہوئے، جن میں خاصی تعداد میں غیر مسلم دانشور، فضلاء، سیاسی کارکن اور رہنما بھی شریک ہوئے.

اس کے تعارف اور اس کی ضرورت کی تشریح اور اس کے پیام

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اس سلسلہ کی سب سے زیادہ مفید کتاب خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو ''اسلام کا تعارف'' کے نام سے اردو میں چھپ چکی ہے اور ہندی وانگریزی میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں اور الحمد للہ اس سے بہت نفع پہونچ رہا ہے، ہندی میں ''اسلام ایک پریچے'' اور انگریزی میں ''اسلام این انٹروڈکشن'' کے نام سے دستیاب ہے اس کے علاوہ قصص النبیین کا ہندی ترجمہ بھی اس میں بہت مفید ثابت ہورہا ہے، ان کتابوں کو جتنا ہوسکے غیر مسلموں کو دیا جائے تاکہ حقیقت ان کے سامنے آسکے. (بلال)

پر خاص لٹریچر اردو، ہندی اور انگریزی میں تیار ہوچکا ہے اور اہل شوق کو آسانی کے ساتھ دستیاب ہوسکتا ہے.[۱]

(۵) ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی، صبر وتحمل بلکہ ایثار وفیاضی کے ساتھ عزم وہمت، صبر وثبات، شجاعت ودلیری کی صفت، راہِ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے اجر وثواب کی طمع اور جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود وزندہ رہنا چاہئے.

اس کے لئے ان کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اور داعیانِ اسلام کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کا سننا سنانا جاری رکھنا چاہئے، جنہوں نے راہِ خدا میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں اور اس کو افضلِ اعمال اور قربِ خداوندی اور حصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا.

[۱] دفتر ''پیام انسانیت'' پوسٹ بکس ۹۳، ندوۃ العلماء لکھنؤ سے یہ رسائل اور مضامین مل سکتے ہیں.

کچھ عرصہ پہلے پڑھے لکھے اور دیندار گھرانوں میں واقدیؔ کی ''فتوح الشام'' کا منظوم اردو ترجمہ ''صمصام الاسلام'' [1] گھروں اور مجلسوں میں پڑھا جاتا تھا اور اس کا بڑا اثر پڑتا تھا، اب بھی ''حکایات صحابہؓ'' (از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوریؒ) ''شاہنامہ اسلام'' (از حفیظ جالندھری) اور راقمِ سطور کی کتاب ''جب ایمان کی بہار آئی'' سے کام لیا جا سکتا ہے ان کے مسجدوں میں، گھروں میں اور مجلسوں میں پڑھنے کا رواج ڈالنا چاہئے۔

(۶) بڑی ضروری اور آخری بات یہ ہے کہ اس وقت ہر گھر کے ذمہ داروں، بچوں کے والدین اور موجودہ نسل کے لوگوں کو اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسل کو دین کی ضروریات سے، اسلامی عقائد، دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف کرانے اور بنیادی تعلیم دینے کی ذمہ داری خود

[1] یہ منشی سید عبدالرزاق صاحب کلامی کی تصنیف ہے، جو تیرہویں صدی ہجری کے عظیم مجاہد و مصلح حضرت سید احمد شہیدؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دو مرتبہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے چھپ کر شائع ہوئی، ضرورت ہے کہ پھر اس کی طباعت و اشاعت ہو اور وہ گھروں اور مجلسوں میں پڑھ کر سنائی جائے۔

قبول کرنا ہے اور ان پر لازم ہے کہ اس کو اپنا ایسا ہی انسانی و اسلامی فرض سمجھیں جیسا بچوں کی خوراک و غذا و لباس و پوشاک صحت اور بیماری کے علاج کی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں دین کی ضرورت، عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدہ کی حفاظت اور تقویت کا کام ان جسمانی و طبعی ضرورت کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور اس سے غفلت ان انسانی و جسمانی ضروریات کی تکمیل سے غفلت برتنے اور اس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لینے سے زیادہ خطرناک اور برے دائمی نتائج کا سبب ہے۔

اس لئے کہ دینی تعلیم و تربیت اور صحیح اسلامی عقائد کا معاملہ ایک لافانی و ابدی زندگی (حیات بعد الموت) کے انجام اور اچھے برے نتائج سے تعلق رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا [1]

''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

[1] سورۂ تحریم، آیت:۶

والوں کو دوزخ کی آگ سے“

اور صحیح حدیث میں آتا ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ [1]

”تم میں سے ہر ایک، ایک حاکم اور زبردست اور زیر فرماں لوگوں کے ذمہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر ایک سے اس کی اپنی اس رعیت (زیر اثر لوگوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اس لئے گھر گھر، محلّہ محلّہ، مسجد مسجد اور مکتب مکتب اور مدرسہ مدرسہ بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر عاقل و بالغ مسلمان اور عیال دار آدمی کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔“

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعہ۔